کیا وِتر نماز کے بعد نوافل پڑھ سکتے ہیں؟

ریفرنس نمبر:pin-7350 تاریخ: 23-11-2023

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ جب ہم عشاء کی نماز ادا کرتے ہیں، تو اس میں وتروں کے بعد بھی دو رکعت نفل پڑھتے ہیں، کیا وتروں کے بعد یہ نفل پڑھنا جائز ہے؟ آج کل سوشل میڈیا پہ یہ بات بہت زیادہ وائرل ہو رہی ہے کہ "وتروں کے بعد نفل نہیں پڑھ سکتے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا کہ تمہاری آخری نماز وتر ہونی چاہیے۔ (صحیح بخاری)" برائے کرم اس بارے میں رہنمائی فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللّٰھم ھدایۃ الحق و الصواب

نمازِ عشاء میں وتروں کے بعد نفل پڑھنا، بلا شبہ جائز اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بھی ثابت ہے، بلکہ سونے سے پہلے وتر ادا کرنے والوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو سونے سے پہلے وتر پڑھے، تو اسے چاہیے کہ وہ دو رکعت نفل بھی ادا کرے، پھر اگر تہجد کے لیے بیدار ہو گیا، تو تہجد پڑھ لے، ورنہ یہی نفل تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گے۔ لہذا ان نوافل کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے۔

حدیثِ پاک اور اس کا محمل:

اور سوال میں جس حدیثِ پاک کا ذکر کیا گیا، تو یہ مختلف کتبِ احادیث میں ان الفاظ کے

ساتھ موجود ہے کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **تم رات کی آخری نماز وتر بناؤ**"، **لیکن اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ** "نمازِ وتر کے بعد نفل نہیں پڑھ سکتے" درست نہیں۔ **تفصیل کچھ یوں ہے کہ** نمازِ وتر کی ادائیگی کے حوالہ سے احادیث میں دو باتیں بیان ہوئیں: **(۱)** جس شخص کو جاگنے پر اعتماد نہ ہو، تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ وتر ادا کر کے سوئے، جیسا کہ آج کل عموماً لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔ **(۲)** جسے جاگنے پر اعتماد ہو، تو اس کے لیے مستحب و افضل یہ ہے کہ وہ رات کے آخری حصہ میں وتر ادا کرے، پھر اس میں بھی مستحب یہ ہے کہ تہجد وغیرہ کی ادائیگی کے بعد سب سے آخر میں وتر ادا کیے جائیں۔

اب مذکورہ بالا حدیث کا تعلق اولاً: دوسری صورت کے ساتھ ہے، یعنی اگر کوئی شخص رات کے آخری حصے میں وتر ادا کرے، تو وہ تہجد وغیرہ کی ادائیگی کے بعد آخر میں وتر پڑھے۔ **ثانیاً:** اس شخص کے لیے بھی یہ حکم استحبابی ہے، وجوبی نہیں، لہذا اگر کسی نے رات کے آخری حصے میں وتر پہلے پڑھ لیے اور تہجد بعد میں، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں، مگر ایسا کرنا خلافِ افضل ہے۔ **اور رہی پہلی صورت، تو** اس کے ساتھ حدیث کا کوئی تعلق نہیں، بلکہ اس کے برخلاف نمازِ وتر کے بعد نفل ادا کرنے کی ترغیب موجود ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا، **لہذا اس حدیث سے کسی بھی طور پر بعدِ وتر نوافل کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔**

بعدِ وتر نوافل کی ترغیب پر حدیث:

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ان هذا السهر جهد وثقل، فاذا اوتر احدكم، فليركع ركعتين، فان قام من الليل والا كانتا له" ترجمہ: بے شک یہ جاگنا مشقت اور نفس پر گراں ہے، پس جب تم میں سے کوئی شخص وتر پڑھے، تو اسے چاہئے کہ دو رکعت نفل بھی ادا کرے، پس اگر وہ رات کو بیدار ہو گیا (تو ٹھیک) ورنہ یہ دو رکعتیں تہجد کے قائم مقام ہو

جائیں گی۔ (سننِ دارمی، ج2، ص993، حدیث1635)

اس کے تحت مراٰۃ المناجیح میں ہے: "یعنی جسے تہجد میں جاگنے کی امید نہ ہو، وہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے، اگر تہجد کے لیے جاگ گیا، تو تہجد بھی پڑھ لے، ورنہ ان شاء اللہ ان دو نفلوں کا ثواب تہجد کے برابر ہو جائے گا۔ یہ رب تعالیٰ کی اس امت مرحومہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ کرم نوازی ہے۔"

(مراٰۃالمناجیح، ج2، ص282، مطبوعہ، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

بعدِ وتر نوافل کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل سے ثبوت:

(۱) حضرتِ امِ سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا ارشاد فرماتی ہیں: "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرکع رکعتین بعد الوتر وھو جالس" ترجمہ: بے شک حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر ادا فرماتے تھے۔

(مسند احمد، ج44، ص177، حدیث26553، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ)

(۲) حضرتِ ابو امامہ رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں: "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلیھما بعد الوتر وھو جالس یقرأ فیھما: اذا زلزلت الارض وقل یا ایھا الکافرون" ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے تھے اور ان میں سورہ زلزال اور سورہ کافرون پڑھتے تھے۔

(مسند احمد، 36، ص584تا585، حدیث22246، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ)

(۳) حضرتِ ابو سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں: "سالت عائشۃ عن صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقالت: کان یصلی ثلاث عشرۃ رکعۃ، یصلی ثمان رکعات، ثم یوتر، ثم یصلی رکعتین وھو جالس، فاذا اراد ان یرکع قام فرکع، ثم

یصلی رکعتین بین النداء والاقامۃ من صلاۃ الصبح"ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے، آٹھ رکعتیں پڑھنے کے بعد وتر پڑھتے، پھر بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے تھے، پس جب رکوع کا ارادہ فرماتے، تو کھڑے ہوتے، پھر رکوع کرتے، پھر اذان و اقامت کے درمیان نمازِ فجر کی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

(صحیح المسلم، ج1، ص509، حدیث738، مطبوعہ دار احیاء التراث، بیروت)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:" وتر کے بعد دو نفل پڑھنا مستحب ہے۔۔وہ جو حدیث شریف میں آیا کہ رات میں وتر کو آخری نماز بناؤ، وہاں تہجد سے مراد آخر ہے، یعنی تہجد پہلے پڑھو، وتر بعد میں، یہ دو نفل تہجد نہیں۔"

(مرأۃ المناجیح، ج2، ص271، مطبوعہ، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

جاگنے پر اعتماد ہو، تو وتروں کی تاخیر مستحب ہے:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:" من خاف ان لا یقوم من آخر اللیل فلیوتر اولہ ومن طمع ان یقوم آخرہ فلیوتر آخر اللیل، فان صلاۃ آخر اللیل مشھودۃ وذلك افضل"ترجمہ: جس کو خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں اُٹھ نہیں سکتا، پس وہ اول حصہ ہی میں وتر پڑھ لے اور جس کو اعتماد ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں اٹھ جائے گا، تو وہ رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھ سکتا ہے، کیونکہ رات کے آخری حصہ کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔

(صحیح المسلم، ج1، ص520، حدیث755، مطبوعہ دار احیاء التراث، بیروت)

سوال میں ذکر کردہ حدیث اور اس پر علماء کا کلام:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:" اجعلوا آخر صلاتکم

باللیل وترا" ترجمہ: رات کی آخری نماز وتر بناؤ۔

(صحیح البخاری، ج2، ص25، حدیث998، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

اس حدیثِ پاک کے تحت مشہور محدث و فقیہ، علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں: " وھذا الامر للاستحباب، فیستحب للرجل ان یوتر آخر اللیل ان وثق بالانتباہ وان یجعلہ آخر جمیع صلاتہ واما ما روی عنہ علیہ السلام: انہ کان یداوم علی رکعتین بعد الوتر ویجعلھما آخر صلاۃ اللیل، فالمراد منہ: بیان الجواز" ترجمہ: یہ امر استحباب کے لیے ہے، پس آدمی کے لیے مستحب ہے کہ اگر اسے جاگنے پر اعتماد ہو، تو وہ وتروں کو رات کے آخر تک مؤخر کرے اور انہیں تمام نمازوں کے بعد پڑھے۔ بہر حال وہ جو مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کے بعد دو رکعتوں پر مداومت فرمائی اور انہیں رات کی آخری نماز بنایا، تو اس سے مراد بیانِ جواز ہے۔

(شرح ابی داؤد للعینی، ج5، ص350، مطبوعہ ریاض)

اور مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: " اس کی شرح ابھی عرض کی جا چکی ہے کہ یہ حدیث تہجد والوں کے لیے تہجد کے اعتبار سے ہے۔۔ یعنی تہجد والے وتر تہجد سے پہلے نہ پڑھیں۔۔ لہذا یہ حدیث گزشتہ حدیث کے خلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو نفل پڑھتے تھے۔ " **(مراۃ المناجیح، ج2، ص272، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ، کراچی)**

خاتم المحققین علامہ ابنِ عابدین شامی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں: " (قولہ: وتاخیر الوتر الخ) ای یستحب تاخیرہ، لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم: "من خاف ان لا یوتر من آخر اللیل فلیوتر اولہ ومن طمع ان یقوم آخرہ فلیوتر آخر اللیل فان صلاۃ آخر اللیل مشھودۃ وذلک افضل" رواہ مسلم والترمذی وغیرھما وتمامہ فی الحلیۃ وفی

الصحيحين: "اجعلوا آخر صلاتكم وترا"والامر للندب بدليل ما قبله، بحر"

ترجمہ: اور وتر میں تاخیر مستحب ہے، حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ جس کو خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں اُٹھ نہیں سکتا، پس وہ اول حصہ ہی میں وتر پڑھ لے اور جس کو اعتماد ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں اٹھ جائے گا، تو وہ رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھے، کیونکہ رات کے آخری حصہ کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔ اسے امام مسلم، امام ترمذی اور ان کے علاوہ دیگر محدثین علیہم الرحمۃ نے روایت کیا ہے اور اس کی مکمل بحث حلیۃ میں ہے۔ اور صحیحین میں ہے: حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات کی آخری نماز وتر بناؤ۔ اس میں امر استحباب کے لیے ہے، اس دلیل کی وجہ سے جو پیچھے بیان ہوئی، بحر۔

(ردالمحتار، ج1، ص369، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

نوٹ: اوپر احادیث میں بیان ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نمازِ وتر کے بعد بیٹھ کر نفل ادا فرماتے تھے، تو یاد رہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔ ہمارے لیے اس معاملہ میں ترغیب یہ ہے کہ نفل نماز اگرچہ بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں، لیکن عذر نہ ہو، تو کھڑے ہو کر پڑھنا ہی افضل ہے، کیونکہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے کی صورت میں، کھڑے ہو کر پڑھنے کی بنسبت آدھا ثواب ملتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: "حدثت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: صلاۃ الرجل قاعدا نصف الصلاۃ، قال: فاتیتہ، فوجدتہ یصلي جالسا، فوضعت یدی علی راسہ، فقال: ما لك؟ یا عبد اللہ بن عمرو! قلت: حدثت یا رسول اللہ! انك قلت: "صلاۃ الرجل قاعدا علی نصف الصلاۃ" وانت تصلی قاعدا، قال: اجل ولکنی لست کاحد منکم "ترجمہ: مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز آدھی ہے (یعنی اسے آدھا ثواب ملے گا) فرماتے ہیں: اس کے

بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور انہیں بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھا، تو میں نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عبد اللہ بن عمرو! کیا ہوا؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا: بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز آدھی ہے، حالانکہ آپ خود بیٹھ کر نماز ادا فرمارہے ہیں۔ فرمایا: ہاں، لیکن میں تم جیسا نہیں ہوں۔

(صحیح المسلم، ج1، ص253، حدیث735، مطبوعہ دار احیاء التراث، بیروت)

اس حدیثِ مبارک کے تحت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "(یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:) یہ جو میں نے کہا (کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو آدھا ثواب ملے گا، یہ حکم) میرے علاوہ میری امت کے دوسرے لوگوں کے لیے ہے۔ میں اس حکم سے بلند ہوں۔ میرا پروردگار مجھے بیٹھ کر نماز پڑھنے پر بھی اتنا ہی ثواب عطا کرتا ہے، جتنا مجھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر دیتا ہے، کیونکہ اس کا میرے اوپر خصوصی فضل و کرم ہے یا یہ بات میرے ساتھ خاص ہے، کیونکہ مجھے رب تعالی کی طرف سے انتہا درجہ کی توجّہ اور حضور و معرفت اور قرب نصیب ہے۔ مجھے دوسروں پر قیاس نہ کرو، نہ دوسروں کو مجھ پر۔

(اشعۃ اللمعات مترجم، ج2، ص521، مطبوعہ فرید بک اسٹال، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد فرحان افضل عطاری

07 جمادی الاولی 1445ھ/23 نومبر 2023ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ /www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے